© rasailojaraid.com

عقوق

سعدی

ہر کس از دست غیر نالہ کند + (اختصر) از دست خویشتن فریاد

قرآن مجید میں ارشاد ہے - اے ایمان والو - تمہاری بعض بی بیاں - (ازواج) اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں - ان سے بچتے رہو - اور اگر (اس دشمنی کو) معاف کرو اور (ان سے) درگذر کرو اور انکو بخشو تو خدا تعالے (بھی تمہارے گناہ) معاف کرنے والا اور تمہیر رحم کرنے والا ہے (مگر اس معافی اور درگذری میں تمکو یہ لحاظ رہے) کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمایش (کا محل) ہیں اور (تم ان سے درگذر کرو اور انکو معافی دو تو ایسے طور پر دو کہ تمہارے لیے) خدا تعالے کے پاس بڑا ثواب ہو - یعنی ایسے طور پر اور اس صورت سے معافی مدو کہ اس میں تم گنہگار ہو جاؤ - اور معصیت کے مددگار بنو - مثلاً وہ گناہ کریں اور تم مال سے یا جان سے انکو مدد دو - یا اس گناہ پر تم ان سے خوش رہو - بالجملہ تم اپنا حق اُن کو چھوڑ دو خدا تعالے کا حق نہ چھوڑو اور نہ چھوڑنے پر ایسے راضی رہو -

> یا ایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم - انما اموالکم واولادکم فتنہ - واللہ عندہ اجر عظیم -
> (سورہ تغابن ۲۶)

ان آیات میں صاف اور قطعی افادہ فرمایا ہے - کہ اولاد و ازواج میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود تعلق نسب و رشتہ ازدواج اہل ایمان سے انکا تعلق قطع ہو جاتا ہے - اور وہ دشمن کہلاتے ہیں - اس دشمنی کے کئی مراتب و درجات ہیں جنمیں سے بعض سے عفو کا ارشاد ان ہی آیات میں ہوا ہے - اور جو قابل عفو نہیں اُن سے ان ہی آیات کے آخیر میں روکا بھی گیا ہے - ناقابل عفو دشمنی سے ایک تو اختلاف دین ہے - دوسرا قتل مورث - مورث مسلمان ہو - اور وارث اسلام کا معتقد نہو - یا بعد قبول اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ اس کا وارث نہیں رہتا - اسیطرح اگر وہ اسکو قتل کر ڈالے تب بھی محروم الارث ہو جاتا ہے -

یہ دونو مسائل جملہ مذاہب اسلام میں اتفاقی شئے مسلم چلے آتے ہیں - اور قرآن و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث انکی صحت میں شاہد ناطق ہیں۔

فرائض سراجی میں ہے۔ دوسرا مانع ارث وہ قتل ہے۔ جس پر قصاص یا کفارہ لازم ہو۔

والثانی القتل الذی یتعلق بہ وجوب القصاص او الکفارۃ۔ والثالث اختلاف الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعًا (شریفیہ وسراجی مطبوعہ مصطفائی ص۱۲ و ۱۷)	تیسرا مانع اختلاف دین ہے لہذا کافر مسلمان کا وارث نہوگا۔ اور اسپر اجماع ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ دو مذہب مختلف کے لوگ آپس میں وارث نہونگے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم لا یتوارث اہل ملتین شتی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القاتل لا یرث رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃ)	اور یہ بھی ارشاد ہے۔ قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔ رہا یہ امر کہ کفر وارتداد کن کن اقوال و اعمال واعتقادات سے ثابت ہوجاتا ہے سو یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے ہمارے ہی رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ کے نمبر ۱۱ و

نمبر ۱۲ میں مضمون کفر وکافر، اور اس جلد ۲۲ کے پہلے نمبر میں مضمون گریجویٹ مسلمان اور اسلام کو ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ اہل سنت و جماعت کے قرار داد وموافق ہر ایک فعل معصیت کا ارتکاب یا ہر فعل اطاعت کا ترک کرنا موجب کفر وارتداد نہیں ہوتا۔ بلکہ قطعی احکام قابل اطاعت سے انکار اور نیز استہزاء اور قطعی معصیت کا استحسان اور انکا استخفاف موجب کفر وارتداد ہوتے ہیں کیونکہ ان دونوں (انکار واستخفاف) میں دین اسلام کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی صحت پر یہی قرآن وحدیث شاہد ناطق ہیں۔ جن کا ذکر ہمارے مضامین مذکورہ بالا میں ہوچکا ہے۔

اسمقام میں ایک کتاب علم عقائد کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ **فقہ اکبر** میں کہا ہے۔

استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ وکذا الاستہانۃ بہا کفر	گناہ کو (چھوٹا ہو خواہ بڑا) حلال جاننا کفر ہے۔ جبکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے معلوم ہوجائے۔ ایسا ہی گناہ کو ہلکا

© rasailojaraid.com

بان يعدها هينة سهلة وارتكبها من غير مبالاة ويجريها مجرى المباحات في ارتكابها وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان ذلك من امارة تكذيب الانبياء قال ابن الهمام وبالجملة فقد ضم الى تحقق الايمان اثبات امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كترك السجود للصنم وقتل نبي والاستخفاف به او بالمصحف او بالكعبة وكذا مخالفة ما اجمع عليه وانكاره بعد العلم به يعني من امور الدين فان من انكر وجود حاتم او شجاعة على لا يكفر قال ابن الهمام وقد كفر الحنفية من واظب على ترك سنة استخفافا بها بسبب انها فعلها النبي زيادة او استقباحها كمن استقبحها من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه قلت وقد روى ان ابا يوسف رح ذكر انه عليه السلام كان يحب الدباء فقال رجل انا ما احبها فحكم بارتداده وعلى هذا الاصل تنتفي الفروع التي ذكر في الفتاوى الى ان ذكر مسائل عن الفتاوى من صفحه ۱۲۱ - الى صفحه ۱۲۶ - ثم قال كذا نوري الكفر في الاستقبال كفر

جاننا اور بے پروائی سے اس کا مرتکب ہونا۔ اور اسکو امر مباح کیطرح سمجھنا اور شریعت کے احکام کو ٹھٹھا کرنا کفر ہے۔ کیونکہ اسمیں انبیاء کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ باتفاق علماء کسی کا ایمان ثابت ہونے کے لیے ایسے امور کا اسمیں پایا جانا اور ثابت ہونا ضروری ہے۔ جنکے خلل سے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ جیسے بُت کے آگے سجدہ کرنے اور نبی کو قتل کرنے یا اسکی یا قرآن کی یا کعبہ کی اہانت کرنے کو ترک کرنا اور ان امور سے بچنا ضروری ہے اور اسکا خلاف (سجدہ صنم و قتل نبی و توہین کعبہ) کفر ہے۔ ایسا ہی اسلامی اجماعی مسائل و امور کی مخالفت دیدہ دانستہ کفر ہے۔ اس سے وہ امور اجماعی مراد ہیں جو داخل و متعلق دین ہیں۔ کیونکہ جو امور داخل دین نہوں۔ جیسے حاتم طائی کی سخاوت یا حضرت علی رض کی شجاعت ایسے امور سے انکار کفر نہیں۔ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ حنفیہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے۔ جو ہمیشہ سنت کو ہلکا جانکر ترک کرے یا اسکو برا سمجھے۔ جیسے عمامہ کا شملہ رکھنے کو یا لبوں کے بال کٹوانے کو برا جاننا۔ امام یوسف رح سے روایت ہے کہ انہوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی الحال ص ۱۴۷۔
(المنح الازھر شرح فقہ الاکبر)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کدو کو پسند کرنا بیان کیا تو ایک شخص نے کہا کہ مجھے تو کدو پسند نہیں (اسپر) امام ابو یوسف نے اس شخص پر مرتد ہو جانے کا حکم فوراً لگا دیا۔ اسی قاعدہ پر کہ احکام دین کی اہانت کفر ہے۔ بہت سے فروعات مبنی ہیں جنپر کتب فتاوے میں حکم کفر لگایا گیا ہے۔ ان فروعات کی تفصیل شرح اکبر کے ص ۱۴۱ سے ص ۱۴۶ تک ہوئی ہے۔ پھر ص ۱۴۷ میں کہا ہے کہ جو شخص آئندہ کافر ہو جانے کا ارادہ ظاہر کرے وہ فی الحال کافر ہو جاتا ہے"

اہل دنیا کے اکثر اشخاص کی اولاد و ازواج ان دو نو قسم کی دشمنی اپنے والدین سے کرتے ہیں۔ وہ اس دشمنی کو محسوس نہیں کرتے انکو دوست سمجھتے رہتے ہیں۔ ہم انکی فہمایش کے لیے کسی قدر تفصیل بطور تمثیل عمل میں لاتے ہیں۔ اکثر اشخاص جب ازواج و اولاد کے طالب ہوتے ہیں اور نکاح کی تجویز و سامان کرنے لگتے ہیں۔ تو خدا تعالے کے گناہ جوق جوق انکا استقبال کرتے ہیں۔ اور انکے گھروں پر ڈیرے لگا لیتے ہیں۔ سودی روپیہ قرض اٹھا کر اس سے ناچ و رنگ کی تیاری آتشبازی کی خریداری دہوم دہام کی برات فخر و نمایش کی دعوت وغیرہ اسباب معاصی بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ بیوی گھر میں آئی اور پسند خاطر ہوئی تو پھر جو کچھ وہ چاہتی ہے۔ سو میاں سے گناہ کے کام کرا لیتی ہے۔ اولاد پیدا ہوئی تو گناہوں کی آؤ بھگت ہونے لگی۔ آج کیا ہے چھٹی (عقیقہ) ہے جس میں برات نکالی جاتی* ہے۔ انگریزی باجہ ساتھ ہے۔ ناچ ہو رہے ہیں۔ کل کو سنت (ختنہ) ہے مگر اس سنت کے ساتھ ناچ کی معصیت بھی شامل ہے۔ لڑکے کی بسم اللہ شروع ہوئی اسمیں بھی رنڈی کا ناچ ہی۔ رات کو آتشباری ضرور ہوتی ہے۔ اکثر دنیا دار اور بعض دیندار لوگ (مگر احمق اور بے علم) مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ بذات خود نماز روزہ وغیرہ فرائض اسلام کے پابند ہوتے ہیں۔ اور محرمات و منہیات شرعیہ کو برا سمجھتے ہیں اور ان سے اجتناب رکھتے ہیں اور بذات خود انکے ارتکاب کو پسند نہیں کرتے۔ مگر بیاہ شادی کے موقعہ پر وہ اپنی ازواج و اولاد سے دیگر بھی جرائم کے ارتکاب پر سکوت اختیار کر لیتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان سب واہیات کو پسند نہیں کرتے مگر کیا کیا جائے

* ان دنوں سنا کہ ایک خاندان مشائخ میں عقیقہ ہوا تو یہی عمل انہوں نے کیا جسکو دیکھکر کمال رنج و افسوس ہوا۔ اور یہ مصرعہ یاد آیا۔
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستورات نہیں مانتیں۔ لڑکا یہ کہتا ہے کہ اگر میری شادی پر ناچ نہ ہوگا تو میں نکاح ہی نہ کراؤنگا۔ اور آخر انکے مال سے انکی اجازت سے سب ہی منکرات کا سامان مہیّا کیا جاتا ہے۔ گو بعض لوگ خود ان مجالس منکرہ اور افعال قبیحہ میں شریک نہیں ہوتے مگر جو کچھ ہوتا ہے ان ہی کے روپیہ سے ہوتا ہے اور انکی اجازت سے۔ باپ چہرہ پر ڈاڑھی رکھتا ہے۔ اور اسکو منڈوانا کبھی جائز نہیں رکھتا۔ مگر اسکا بیٹا برابر چہرہ پر استرہ پھرواتا اور ڈاڑھی صفاچٹ کرواتا ہے۔ پھر بھی والد کو اسپر غصہ نہیں آتا۔ اور وہ اس کو اپنے گھر سے نہیں نکالتا۔ والد پانچوقت نماز پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ کعبہ کا حج بھی کر آیا ہے۔ مگر بیٹا نماز کا نام تک نہیں لیتا۔ شراب پیتا ہے۔ رنڈی بازی کرتا ہے۔ پھر وہ والد کے گھر میں آجاتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے۔ گھر سے لے جاتا ہے۔ اسپر بھی والد اس کو گھر میں آنے سے نہیں روکتا۔ اور نہ اپنے مال میں اس کو تصرف بیجا کرنے سے مانع ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال اولاد ہی کے واسطے ہے۔ میری زندگی میں بھی یہی مالک ہیں۔ میرے مرنے کے بعد بھی یہی مالک ہونگے۔ والد نے اگر کسی گناہ پر غیرت کر کے بیٹے کا ہاتھ اپنے مال سے روک بھی لیا تو پھر والدہ اس روک کو اٹھا دیتی ہے اور بیٹا جو مانگے وہ دیدیتی ہے۔ پھر اس کے حکم کو والد بھی نہیں ٹلا سکتا۔

یہ فرضی وخیالی مثالیں نہیں۔ بلکہ چشم دید مشاہدات ہیں جو بہت سے وضیع گھروں اور شریف ورفیع خاندانوں کو تباہ کر چکی ہیں۔ یہ نادان و بے علم مسلمانوں کا ہی حال وذکر نہیں۔ بعض ازواج واولاد اپنے پڑھے لکھے متعلقین داناؤں کو بھی نادان بنا دیتے ہیں۔

اس زمانہ کے بڑے دانائی اور ظاہری وباطنی علوم میں امامت کے مدعی مہاراج کرشن قادیانی (علیہ ما یستحقہ) کا حال سنو کہ ایک فرضی وخیالی زوجہ (محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی محبت آپ کے دلمیں سمائی تو آپنے اُسکے واسطے یہ پیشنگوئی گھڑکر شائع کی کہ اگر وہ عورت مجھے چھوڑکر کسی اور شخص کے نکاح میں دیجاویگی تو اتنے عرصہ میں اسکا باپ فوت ہو جائیگا۔ اور اتنے عرصہ میں اسکا وہ شوہر جس سے اسکا نکاح کیا جائیگا۔ فوت ہو جاویگا۔ اور پھر وہ بیوہ ہو کر میرے

© rasailojaraid.com

نکاح میں آجائیگی۔ پھر آپنے اس پیشنگوئی کے وقوع اور اسکی تصدیق کے واسطے تائید آسمانی کے انتظار پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ دوسرے شخص (مرزا سلطان محمد) سے اسکی تجویز نکاح کا حال سُنکر اس ایک تدبیر نادانی کا بھی ارتکاب کیا کہ ایک اشتہار جس کا عنوان یہ تھا "اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین متین" اور اس کا ماٹو یہ شعر تھا ؎

چو بدنداں تو کرے اوفتاد ❊ آں دنداں نے بکن اے اوستاد۔

اس مضمون کا شائع کردیا۔ کہ اگر اس کی قدیمہ زوجہ اور اسکے بطن سے اسکے دونوں فرزند (مرزا سلطان احمد و مرزا فضل احمد) اس نکاح کی تجویز و تائید سے دستکش نہ ہونگے تو اس زوجہ قدیمہ پر طلاق ہوگی۔ اور اسکے دونو فرزند عاق ہونگے مگر یہ تدبیر آپکی کارگر نہوئی۔ اُس بیوی کا نکاح دوسرے شخص مرزا سلطان محمد سے ہوگیا۔ اور وہ ابتک زندہ* اپنے شوہر کے گھر میں خوش وخورم آباد ہے اور صاحب اولاد ہوگئی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶ میں ہوچکی ہے۔

اس واقعہ میں اگر حق بجانب کرشن مہاراج تسلیم کیا جائے جسکے وہ لوگ مدعی ہیں تو پھر انکی وہ قدیمہ بیوی اور اسکے دونو فرزند کرشن مہاراج کے دشمن اور آیت مذکورہ صدر کے مصداق ٹھیرتے ہیں۔ اور اگر حق بجانب پارٹی مخالف (زوجہ قدیمہ و فرزندان کرشن مہاراج) تسلیم کیا جائے۔ تو پھر انکی وہ خیالی و فرضی زوجہ (جس کا نکاح انسے انکے خیال میں خداتعالےٰ نے آسمان پر کردیا ہوا ہے۔ (دیکھو نمبر مذکور اشاعۃ السنۃ) انکے دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھیرتے ہیں۔ اور طرفہ ظلم و عداوت یہ کہ اس خیالی بیوی کرشن جی نے ہنوز خود انکے گھر میں آکر اسکو آباد اور انکے دلکو شاد اور انکی پیشنگوئی کو سچا و صادق المیعاد نہ کیا تھا کہ مہاراج مذکور اس دنیا سے چل بسے اور اپنی ازواج و اولاد مذکور کی عداوت پر مُہر لگا گئے۔ بلا ریب انکی دونو بیویاں قدیمہ واقعی اور جدیدہ خیالی فرضی اور قدیمی کی اولاد ان کے دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ایک بیوی آپکی اور ہے جو اماں جی کہلاتی ہے۔ اور آپکی ایک جماعت میں ام المومنین کے لقب سے ملقب ہے۔ وہ اور اسکی اولاد اور وجہ سے آپکو دشمن ہوچکے ہیں۔ اُسنے آپکی جائداد کو لیتے

*ہم نے سنا ہے کہ اسکے فوت ہونے کے بعد وہ بیوی فوت ہوگئی ہے سو کیا مرزا جی نے یہ سنکر کہا کہ اب انکا نکاح عالم بالا میں ہوگا۔

© rasailojaraid.com

نام رہن کرالیا ہے اور اس حیلہ میں سے دوسرے وارثوں کو محروم کردیا ہے۔
اسکی تصدیق سرکاری کاغذات ضلع گورداسپور سے ہوسکتی ہے۔ اور یہ مثال دشمنی ازواج اولاد کی کچھ کم عبرت خیز و حیرت انگیز مثال نہیں ہے۔

ان تمثیلات کے ذکر سے ایک مقصود تو اس امر کا اظہار ہے۔ کہ بعض اولاد و بعض ازواج عوام کے تو کجا۔ بڑے بڑے مدعیان تقدس کو بھی نہیں چھوڑتے۔ دوسرا مقصود یہ ہے کہ اس مضمون میں جو ہمنے اپنے پانچ لڑکوں کا حال بیان کرنا ہے۔ اسکو پڑھکر مہاراج کرشن جی کی پارٹی کی رال نہ ٹپک پڑے اور وہ اس حال کو پڑھکر اسکو اپنے گرو کی کرامت نہ بنالیں۔ اور کسی قسم کی شماتت نہ کریں۔ بلکہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر اپنے گرو کی ازواج و اولاد کا حال دیکھکر سکوت اختیار کرلیں۔ اور اس مثل ہندی کو سوچیں کہ چھاج تو بولتا ہے چھلنی کیا بولیگی۔ جیسیں ہزار چھید ہوتے ہیں ایسے ہی لوگ آیات مذکورہ بالا میں مخاطب ہیں۔ اور انکی اولاد اور ان کی ازواج انکے دشمن قرار دیے گئے ہیں۔ انکو ان آیات میں یہ حکم ہوا ہے کہ وہ ان دشمنوں سے بچتے رہیں۔

اور دوسری آیات میں ارشاد ہے۔ کہ اے ایمان والو اپنے آپ کو

یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا (التحریم ع ۱)	اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے (جو گناہوں کا نتیجہ ہے) بچاؤ اور انکی
ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله والذین امنوا اشد حبا لله (بقرہ ع ۲۰)	ایسی محبت نہ کرو جیسے کہ خدا کی چاہیئے اگر ایسا کروگے تو تم انکو خدا کا شریک ٹھہرانے والے ہوگے۔
لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم۔ (مجادلہ ع ۳)	مومن ایسے نہیں ہوتے کہ خدا و رسول کے مخالفوں (نافرمان برداروں) سے محبت رکھیں گو وہ نافرمانبردار ماں باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں۔ یا بھائی ہوں یا قبیلہ۔
	آگے بچنے اور بچانے کی یہی صورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ وہ انکے کہنے سے کوئی گناہ کا کام نکریں اور کسی گناہ کے کام میں انکو مدد نہ دیں۔ اور جس صورت سے بن پڑے اور ہو سکے ہاتھ سے زبان سے ان کو گناہوں سے روکیں۔ وہ نہ مانیں تو دل سے ان سے بیزار رہیں۔ اور ان سے علیحدگی اختیار کریں۔ اور اپنے گھروں سے اور اپنے اموال سے ان کو علیحدہ کردیں۔

قرآن مجید ارشاد ہے۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں مددگار نہ ہو۔

وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (مائدہ ع ۱)

حدیث شریف میں ہے جو شخص کوئی بری بات دیکھے اسکو طاقت ہو تو ہاتھ سے اسکو ہٹاوے۔ یہ طاقت نہو تو زبان سے ہٹاوے اور یہ طاقت بھی نہو تو دل سے اسپر انکار متوجہ رکھے اسکے بعد (یعنے اسکے بغیر) دانہ رائی کے برابر ایمان نہیں رہتا۔

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وليس وراء ذلك حبة خردل من الايمان۔ (رواه مسلم ونحوه فی المشكوٰة ص۴۳۶)

اور یہ حدیث بھی رسالہ جلد ۲۰ میں گذر چکی ہے۔ کہ ایک بستی کو الٹا کر پھینک دینے کا جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اس بستی میں ایک ایسا شخص ہے جسنے ایک لمحہ گناہ نہیں کیا۔ تب حکم ہوا کہ اسکو بھی اس حکم عذاب میں شامل کرو۔ کیونکہ وہ میرے گناہوں پر غیرت کرنے سے ایک ساعت چین بجبیں بھی نہیں ہوا۔

بنا ئر اعلیٰ ہذا۔ یہ خادم قوم خیر خواہ برادران دین اُن حضرات کو جن کی اولاد و ازواج خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسی حال میں وہ مال سے انکو مدد دیتے ہیں۔ اور خوشی اور الفت سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد و ازواج کو خدا کا شریک نہ بناویں۔ اور خدا کے گناہوں میں انکی محبت و اطاعت سے دستکشی اختیار کریں۔ اور اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خداداد اموال کو ان کے دستِ ظلم سے بچاویں۔ انکو یہ نصیحت کرنے سے پہلے اس خاکسار رشیر مسادی نے خود اسپر عمل کیا ہے۔ جبکہ اپنے پانچ جوان لڑکوں کو خدا کی معاصی میں مبتلا پایا۔ اور دینی علوم عربی سے (جو خدا تعالےٰ کی اطاعت کا توفیق الٰہی سے ایک ہی کامل ذریعہ ہے) روگردان دیکھا تو جلد نوزدہم رسالہ بابت ۱۳۲۰ھ ہجری مطابق ۱۹۰۲ء کے پہلے نمبر میں مضمون وصیت شائع کردیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میری جائداد غیر منقولہ مکانات و میری مقبوضہ اراضی میرے وارثوں میں تقسیم نہ ہونے پاوے۔ بلکہ وہ میری اولاد و اقارب پر جن کا نفقہ میرے ذمہ واجب ہے۔ وقف رہیں۔ اور ان سے میرے اقارب نفع اٹھاویں۔ اور گزارہ لیں۔ بشرطیکہ وہ نماز روزہ وغیرہ احکامِ اسلام سے پابند رہیں۔ اور علم دین (قرآن و حدیث) پڑھیں پڑھاویں۔

میری اس وصیت کو میری اولاد نے منظور نکیا اور اسکے برخلاف بعض اخباروں میں مضمون مشتہر کردیا۔ تو میں نے اسی جلد کے نمبر ۹ میں ایک اور مضمون شائع کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا "میری وصیت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی اور اسکا نتیجہ۔ انکی محرومی" خلاصہ جسکا یہ تھا۔ کہ اگر تم میری وصیت کو منظور نکروگے تو میں جائداد وقف اغیار کردونگا۔ یا کسی غیر کے نام ہبہ کردونگا تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو میری وصیت کو مان لو اور تمام جائداد سے تم ہی نفع اوٹھاؤ۔

میرے یہ دونوں مضموں جلد انیس ۱۹ میں شائع ہوئے۔ تو میری اولاد و متعلقین خلاف ورزئے احکامِ شریعت اور تحصیلِ علوم دینی سے انکار پر مصر ہوگئی بعض نے میرے منہ پر صاف کہدیا کہ تو ہمارا باپ نہیں۔ اور بعض غائبانہ کہنے لگ گئے کہ یہ ہمارا باپ کیسا ہے کہ ہمارے لیے کچھ وراثت چھوڑنا نہیں چاہتا۔ سب سے بڑا لڑکا عبد السلام ہے۔ دوسرا اس سے چھوٹا محمد اطہر۔ تیسرا اس سے چھوٹا احمد حسین۔ چوتھا اس سے چھوٹا عبد النور (جو ایک والدہ سے ہیں) پانچواں عبد الشکور۔ جو دوسری والدہ سے ہے۔ ان سب میں اول درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکش نمبر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اول ہے۔ اسنے سرکشی اختیار کی تو پھر جو سرکش ہوگیا اور تحصیل علوم دینی سے انکاری ہوکر بھاگا۔ اوسکو اُسنے اپنے پاس جگہ دی اور روپیہ پیسہ سے اسکی مدد کی۔ اور سب سے بڑھکر بد چلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا پہنچانے والا نمبر چہارم و پنجم ہے۔ اور احکام شریعت نماز وغیرہ کا استخفاف اور تحصیل علوم دین کے انکار سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو اسلام چھوڑکر عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے ہو گئے تو بے وضو بلا استنجا بول و براز اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دے چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں۔ اور ان کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے۔ اور اسکے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں جنمیں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اس امر کو میرے متعلقین بخوبی جانتے ہیں۔

میری وصیتِ مذکورہ سے ناراض ہوکر اور نیز اپنے شوہرونکی مطابقت و موافقت اختیار کرکے میری تینوں جوان لڑکیوں نے بھی میری اطاعت سے سرکشی اختیار کی سب اولاد سے بڑی لڑکی اَمۃ السّلام ہے۔ وہ لڑکیوں میں اول درجہ کی سرکش و متکبر ہے جیسے لڑکوں میں اول درجہ عبدالسّلام ہے۔ جیسے وہ بھاگ کر باہر چلے جانے والوں کا مددگار بن رہا ہے ویسے وطن میں رہکر میرا مقابلہ کرنے والی لڑکونکی یہ مددگار اور اپنے گھر میں اُنکو جگہہ دینے والی بنی رہی۔ دوسری اَمۃ الرشید ہے۔ یہ بذات خود تو سرکش نہ تھی۔ مگر اوس کے شوہر نے (جو کہ انگریزی خوان گریجوئیٹ بی اے ہے کہ اور مذہب میں مجھ سے مخالفت رکھتا ہے۔ اُسکو سرکش بنا دیا ہے۔ اور وہی ان لڑکوں کا قانونی مشیر ہے۔ اور مواخذہ عدالت سے اُنکو بے ڈر کرکے میرے مقابلہ کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ یہی شخص ہے جسنے میری پہلی وصیت کے جواب میں میرے بعض لڑکوں سے اپنے ایک ہندو دوست بیرسٹر و ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب کی معرفت نامنظوری وصیت کا نوٹس دلوایا تھا جس کا ذکر میرے رسالے جلد ۹ نمبر ۱۹ میں ہے۔

میں نے ایک لڑکے کو اس سے نقضِ امن کا خوف کرکے اُس پر زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند استغاثہ دائر کرنے سے ڈرایا۔ تو اس گریجوئیٹ نے میرے مُنہ پر یہہ کہا۔ کہ اگر تم اسکی

© rasailojaraid.com

برخلاف استغاثہ کروگے تو میں اسکی ضمانت دونگا اور تمہارے برخلاف استغاثہ
دائر کرکے تمہاری ضمانت ہوجانے کی کوشش کرونگا۔ اور یہ بات آستے اس لڑکے کی
والدہ (اپنی خوشدامن) کو بھی کہلا بھیجی۔ تیسری لڑکی مریم ہے۔ جو شادی ہونے سے
پیشتر تو بالکل سادہ طبع اور بے کینہ تھی۔ مگر اُسکی شادی ایک مولوی فاضل صاحب سے
ہوگئی۔ جو دینی علم و فضل کے ساتھ خشیۃ اللہ و تقویٰ و مروت و وفا و شکر احسان
سے بہت کم حصّہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے علم و فضل کا فائدہ زیادہ تر دنیا میں بذریعہ
ملازمت وغیرہ اُٹھا رہے ہیں وبس۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا۔ اور وہ
بٹالہ میں رہکر اپنی ہم زلف امۃ السلام کے شوہر (جو ایک عامی دنیا دار اور اتباع
احکام شریعت نماز وغیرہ سے بے پرواہ ہے) کے تابع ہوگئے ہیں۔ اور انہوں نے
اس سادہ لوح لڑکی کو بھی میری اطاعت سے سرکش کردیا ہے۔ ان اٹھوں (پانچ لڑکوں
اور تین لڑکیوں) نے اپنی ایک والدہ کو بھی مجھ سے نشوز اختیار کرا کے اپنے ساتھ
بلا لیا ہے۔ اِن گیارہ اشخاص (پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں اور اُنکے تینوں
شوہروں) کا میرے برخلاف اتفاق اور جتھہ دیکھکر میری وہ زوجہ جو پہلے چار
لڑکوں اور دوسری لڑکی کی والدہ ہے مجھ سے نشوز اختیار کرکے اپنے بیٹوں کے
پاس چلی گئی۔ ان سب کے جتھے نے شاید میری نسبت یہ خیال کرلیا ہوگا۔ کہ ہم سب
اس سے جدا ہوجاوینگے۔ تو یہ تنہا رہ جائیگا اور عاجز ہوکر ہماری متابعت اختیار کریگا
اس خیال سے وہ بٹالہ میں یا اور جگہ جہاں میں رہوں رہکر مجھ سے نہیں ملتے
میرے پاس سے گذرجانے پر بھی سلام نہیں کرتے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مگر ان نادانوں کو
یہ علم و اعتقاد نہیں کہ ہماری علٰحدگی سے وہ اکیلا نہ رہیگا ایک زبردست طاقت
والا آسمان و زمین کو قائم رکھنے والا جسپر اُس کا بھروسہ ہے اور اُسی کی رضامندی
کے واسطے اُس نے یہ وصیّت کی تھی جسنے ہم سب کو اُسکا مخالف بنا دیا ہے۔ اُس کے
ساتھ ہوگا وہ انّ اللہ معنا و انّ معی ربّی کہتا ہوا کسی مخالف حق کی پرواہ نہ کریگا
اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلہ میں کسی مخلوق کی رضا یا غضب کی پرواہ نہیں کیا
کیا اور اُسی روش پر اُسکی عمر کے ستر سال گذر چکے ہیں۔ جوانی میں اُسنے مخلوقات
کے خوف و لحاظ سے خالق و مالک کو نہیں چھوڑا۔ تو اب بڑھاپے میں وہ اپنے اس

© rasailojaraid.com

محسنِ قدیم کو چھوڑ کر مخلوق کو کب اپنا معبود بنا سکتا ہے۔ میری نا فرمانبردار اولاد ازواج
و متعلقین پر آیت قرآن محولہ بالا جس نے مومنوں کو اسکے دشمن سے بچنے اور اس سی
بچکر رہنے کا حکم دیا ہے۔ پوری صادق آتی ہے۔ اسلیے میں نے باتباع حکم قرآنی انکو
اپنا دینی دشمن قرار دیا ہے۔ اور انکی دشمنی سے بچنے کے لیے اور نیز ذخیرہ ثواب
آخرت حاصل کرنے کے لیے اپنی کل خداداد جائداد کو خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی تعلیم کے
لیے وقف کر دی ہے۔ جسکی شروط و مصارف کی تفصیل میرے دوسرے مضمون وقف
علی الاولاد والاقارب میں ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ پانچوں
لڑکے اور تینوں لڑکیاں اور ان کے متعلقین میرے عاق و نا فرمانبردار ہیں اور جبتک
کہ وہ موجودہ حالت عقوق و نشوز پر قائم رہیں میری وقف شدہ جائداد سے اور مستحقوں کی
طرح فائدہ اٹھانے کے مستحق نہیں۔ ہاں اس عقوق و نا فرمانبرداری و نشوز سے نادم و
تائب ہو کر حکم اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میرے فرمانبردار ہو جائینگے
اور میری اطاعت کرینگے۔ تو پھر وہ میرے اور میں انکا۔ اس اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ اعلیٰ
اور ادنےٰ اعلےٰ یہ ہے کہ وہ لوگ علمِ دین حاصل کرکے اسکے مطابق اپنا عمل کرکے
منافع وقف سے حصہ لینے اور نفع اوٹھانے کے مستحق نہیں۔ اور ادنےٰ یہ کہ وہ
کم از کم میری نافرمانبرداری و سرکشی سے تائب ہو کر میری وقف اور وصیت کو تسلیم
کریں صرف اس صورت کو اختیار کرنے سے گرچہ وہ منافع وقف سے حصہ لینے
کے مستحق نہونگے۔ مگر عقوق اور اسکی سزا عذاب جہنم و محرومی نعیم جنت سے تو بچ
جائینگے۔ اگر وہ یا انمیں سے کوئی اسلام کو مانتے اور قیامت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔
ان ہی مدعیان اسلام و معتقدین اعتقاد قیامت کو خصوصًا مولوی فاضل صاحب کو
جو فاضل کم جاہلوں کے تابع ہو گئے ہیں کہ یہ مخلصانہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ وہ دین اور دنیا کے
مضار و منافع میں موازنہ کرکے خود یہ سوچیں اور ان لوگوں کو سمجھاویں کہ باپ صرف
دھی نہیں ہوتا جو اولاد کے لیے وراثت چھوڑ جاویں اور اسکے احسانات اولاد پر وراثت
چھوڑ جانے سے بڑھکر ہیں۔ پہلے انکا وجود ہی باپ کے ذریعہ ہوا ہے۔ اس احسان کو
شاید آزاد منش انگریزی خوان نہ مانیں اور یہ کہیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ والد نے اپنی
ضرورت و خواہش نفسانی کو پورا کیا جس سے ہم قدرتی طور پر پیدا ہو گئے۔ ہم پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا احسان کیا۔ اسکا جواب وہ خود سوچیں کہ پیدا ہونے کے بعد کیا وہ پرورش بھی گھاس پھوس کی طرح قدرتی طور پر پا گئے ہیں یا انکی پرورش میں باپ کا بھی خرچ ہوا۔ اور باپ انکو گود میں اُٹھائے لئے نہیں پھرا۔

پھر جس کمال یا روٹی کمانے کے ذریعہ کو وہ پہنچ گئے وہ قدرتی طور پر انکو حاصل ہوا ہے باپ کا اسمیں کوئی دخل نہیں ہے؟!

اور وہ یہ بھی سوچیں کہ باپ سے قطع تعلق کرکے اولاد کی عزت ہی کیا ہے۔ اور قوم وسوسائٹی میں جسکے باپ کی عزت نہ ہو اسکو کیا عزت ہو سکتی ہے۔ اور جسکے باپ کی عزت ہو اسکو باپ سے علیحدگی وانحراف سے وہ عزت کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اور قوم وبرادری میں اسکا رشتہ ناطہ کیونکر ممکن ہے۔ رشتہ ناطہ دینے والے جیسے کہ ورُ کو دیکھتے ہیں گھر کو بھی دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لڑکوں میں تین کی جبکہ وہ مجبہ سے سرکش ہو گئے تھے۔ اپنی قوم میں اور اچھے گھروں میں شادیاں ہو گئی ہیں۔ اور باقی ماندہ اس سرکشی کی وجہ سے ابتک رنڈوے بیٹھے ہیں۔ ان سب باتوں اور دنیاوی مضار ومنافع کے علاوہ انکو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ دنیا کو چھوڑنے کے بعد جو بحکم کل من علیہا فان ہر ایک متنفس کو لازم ہے۔ انکو دوسرا عالم اخروی بھی درپیش ہے۔

قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ عاق۔ رواہ النسائی مشکوٰۃ (صـ۴۲۰)

اسمیں صاف قطعی حکم ہو گا۔ ماں باپ کا نا فرمانبردار بہشت میں داخل ہونا نہ پاوے۔

عن ابی امامۃ ان رجلا قال یارسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک ونارک۔ رواہ ابن ماجۃ مشکوٰۃ (صـ۴۲۱)

آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ دونوں تیری بہشت یا دوزخ ہیں۔ یعنی انکی فرمانبرداری کرے وہ تیرے لیے بہشت ہیں ورنہ دوزخ۔

وعن ابن عباسؓ قال رسول اللہ صلعم من اصبح مطیعاً للّٰہ لی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان الی الجنۃ وان کان واحداً فواحداً ومن اصبح عاصیاً للّٰہ

اور آپنے ارشاد فرمایا ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے واسطے (یعنی نہ بغرض دنیاوی) ماں باپ کا مطیع ہوتا ہے اسکے لیے بہشت کی طرف دو دروازہ کھل جاتے ہیں ایک ماں یا باپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لی والدیہ اصبح له بابان مفتوحان الی النار وان کان واحداً فواحداً۔ قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ و ان ظلماہ وان ظلماہ رواہ البیہقی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ہو تو ایک دروازہ۔ اور جو شخص خدا کا نافرمانبردار ہو کر ماں باپ کا نافرمانبردار ہو اسکے واسطے دو دروازہ دوزخ کی طرف کھل جاتے ہیں ایک ہو تو ایک کسی نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ ظلم کرتے ہوں تو آپنے تین دفعہ فرمایا کہ ہاں اگرچہ ظلم کرتے ہوں۔

وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

اور آپ نے فرمایا خدا کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے۔ اور خداتعالیٰ کا غصہ باپ کے غصہ میں ہے۔

یہ احادیث نبوی صاف فیصلہ کرتی ہیں کہ جس بیٹے یا بیٹی پر باپ راضی نہیں۔ اسپر خداتعالیٰ بھی راضی نہیں اور اسکے واسطے دوزخ کے دروازہ کھلے ہیں اور جنت کے بند۔ اور یہی قرآن مجید کا فیصلہ ہے جس میں جابجا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔ (وبالوالدین احساناً) ہاں اس حصول رضامندی اور وجوب اطاعت کے لیے لازمی شرط ہے۔ کہ خدا کے گناہ میں ماں باپ کی اطاعت نہو۔ اور نہ کسی ایسے امر میں جو اولاد کی طاقت سے باہر ہو۔ سو خدا کے فضل و توفیق سے میں نے کبھی کسی گناہ میں اولاد سے اطاعت نہیں چاہی اور نہ انکی طاقت سے باہر انکو کسی کام کی تکلیف دی ہے۔ میں نے ان سے یہی چاہا ہے کہ وہ دینی علوم عربی پڑھیں اور نماز باوضو ادا کریں اور حقہ نوشی وغیرہ منہیات شرعیہ کے مرتکب نہوں۔ اور کسی سے اپنی خدمت مالی نہیں چاہی۔ اور نہ اسکے ترک پر خفگی کی ہے۔ بدنی خدمت کا بھی مجھے خداتعالیٰ نے اولاد کا محتاج نہیں کیا۔ اور نہ ہی اُن سے یہ خدمت چاہتا ہوں۔ جب تک کہ وہ صغرسنی کیحالت میں رہے عام دستور کے موافق گھر کے کام کرتے رہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو گھر کے کام بھی چھوڑ بیٹھے اور خود کارفرما بن گئے۔ اور اپنی جنٹلمینی وضع قائم رکھنے کے لیے بجاے اسکے کہ میری خدمت کریں ناجائز طور پر زبردستی میرے گھر کا مال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مارنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ کبھی والدہ کا زیور گھر سے نکال کر لے گئے۔ کبھی چھوٹی ہمشیرہ کا اتار کر لے گئے وعلیٰ ہذا القیاس۔

یہاں یہ سوال ہوگا کہ سب کے سب لڑکے کیوں ایسی بدچلنی و سرکشی و آوارگی کے طریق پر نکلے۔ یہ تمہاری تربیت کا قصور ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میری تعلیم و تربیت تو انکے حق میں اس طرح ہوتی رہی ہے (جس کو میرے اقربا دوست آشنا بخوبی جانتے ہیں) کہ جب میرا کوئی بچہ بولنا سیکھا تو میں نے اسکو اللہ تعالیٰ کا نام لینا سکھایا۔ پھر تھوڑے تھوڑے کرکے عقائد اسلامی اور نماز پڑھنا سکھایا۔ میری لڑکی صفیہ تین سال کی ہے۔ اس سے بہت لوگوں نے حمایت اسلام کی دوسری کتاب کی نظم حمد و نعت کے اشعار سنے ہیں۔ اور جو چاہے سن لے:-

خدا ایک ہے کوئی اس سا نہیں + کسی کام میں ساجھی اسکا نہیں
نہیں اسکی کچھ ابتدا انتہا + سدا سے ہے وہ اور رہے گا سدا

پھر جب وہ مکتب کے لائق ہوئے۔ تو معلمین قرآن کے سپرد کیا۔ اور ساتھ ہی اسکے اردو کے رسالے انکو پڑھائے۔ جب سکول کے لائق ہوئے تو سکول میں داخل کیا۔ اور جب چھٹی جماعت تک پہنچے تو مدرسہ میں بھی عربی پڑھوائی اور ایک گھنٹہ گھر پر خود عربی صرف و نحو پڑھائی اور حلقہ درس قرآن میں ہمیشہ انکو شامل رکھا۔ نماز کے لیے اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا اور اپنے وطن میں ہونے کی حالت میں انکو آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا برابر جاری رکھا۔ ہاں میں جب کبھی سفر میں جاتا تھا۔ تو میرے قائم مقام نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ اور میرے وطن میں ہونے کی حالت میں بھی سکول کے چھ گھنٹوں میں انکو صحبت ان لڑکوں کی اور سکول کے ماسٹروں ٹیچروں کی جو مذہب غیر اسلامی رکھتے یا وہ مذہب سے بالکل آزاد تھے رہی جو انکے خیالات کو بے شک خراب کرتی رہی۔ اسوجہ سے میری تعلیم و تربیت کا اثر انپر کم ہوا۔ اور سکول کی صحبت و تعلیم کا اثر زیادہ ہوا۔ میرے اصول دینی کے مطابق یہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے ان لڑکوں کو قبل استحکام عقائد و اعمال شرعیہ غیر اسلامی سکولوں میں تعلیم کے لیے سپرد کیا۔ اور ہز مجسٹی امیر صاحب افغانستان کے بیان فرمودہ اس امر کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو انجمن حمایت اسلام کے بنیادی پتھر رکھنے کے موقعہ پر بیان فرمایا تھا۔ سے
ہمچو پرکاریم یک پا در شریعت مستقیم ٭ پائے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت کردہ ایم
کا خلاف کیا۔

میری اس تعلیم و تربیت کے ساتھ سب سے پہلے لڑکے نے تعلیم عربی علوم دینی ضروری کے علاوہ سکول کی تعلیم بھی چھوڑ دی اور صرف مڈل پاس کر کے سرکاری نوکری اختیار کی۔ اسکی پیروی دوسرے۔ تیسرے۔ چوتھے اور پانچویں نے اختیار کی۔ اور کسی نے ان میں سے مڈل بھی پاس نہ کیا۔ اور عربی میں کافیہ۔ شرح ملا سے اوپر نہ پڑھا۔ اب منصفین انصاف سے کہیں کہ میری تعلیم و تربیت کا کہانتک قصور ہے۔ آور وہ آیات قرآنی و شعار و اقوال ذیل کو بھی عبرت کی نگاہ سے ملاحظہ فرمادیں:۔

ونادیٰ نوح ربّہ فقال ربّ ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین۔ قال یانوحؑ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ (سورۂ ھود ع ۴)	آیت قرآن میں ارشاد ہے۔ اور نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں سے ہے۔ اور تیرا وعدہ کہ "میں تیرے گھر والوں کو بچاؤنگا" حق ہے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر والوں سے

نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بد عمل ہے۔ سے

پسرِ نوح با بداں بنشست ٭ خاندانِ نبوتش گم شد

سے حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
زِ خاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبی ٭

سے

تہید ستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل ٭ کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ع

تربیت نا اہل را چوں گرد گاں بر گنبد ست ٭

راقم ابو سعید محمد حسین اڈیٹر اشاعۃ السنہ
لاہور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عیسائیوں کا توحید سے تثلیث نکالنے میں پولوسی مکر و اجترا

اور

توریت و انجیل و قرآن پر کذب و افترا۔

عیسائیوں کے مقدس **پولوس** کا یہ قول ہے کہ میں یہودیوں کے درمیان یہودی سا شریعت والوں میں شریعت والا۔ بے شریعت لوگوں میں* بے شریعت سا۔ میں سبھوں کیواسطے سب کچھ بنا۔ (قرنتیون ۹/۲۰) **اور بھی اس کا عمل** ۲۱/۲۴ جسکی خبر دیوں بھی دیتا ہے و مسیح کی خبر دیجاتی ہے خواہ سچائی سے خواہ مکاری سے (فلپیون ۱/۱۸) اسی **قول و عمل** کیمطابق اکثر عیسائیوں کا جو اس مذہب کی اشاعت بذریعۂ تحریر و تقریر و منادی و مباحثہ کرتے ہیں عمل ہے ہندوں کو بہکانیکے لئے وہ لوگ ہندوں کا سا لباس پہنکر ہندوں کے سے پیتل کے برتن ہاتھ میں لیکر ہندی بھاشا بولکر ہندو بنجاتے اور ہندوں کو عیسائی بناتے ہیں۔ جاہل مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے وہ قرآن مجید ہاتھ میں لیکر آیات قرآنی کا مطلب بگاڑ کر انکو سناتے اور بہکاتے اور عیسائی بنانا چاہتے ہیں۔ اِنہوں نے ایک مضمون بہ عنوان **ثالوث مقدس کی توحید** نولکشور پریس لاہور میں چھاپ کر انہوں نے شایع کیا ہے اور وہ برخوردار خان ل برجن جمیہ کیطرف منسوب ہے۔ اور اسکی کاپی مشن بٹالہ کے ایک پادری پارس ناتھ صاحب نے خاکسار کے پاس بھیجی ہے۔ اور یہ سفارش کی کہ اور مولویصاحبان کو بھی یہ کاپی دکھائی جاوے۔ اس مضمون میں وہی پولوسی مکر عمل میں لایا گیا ہے کہ قرآن مجید

*اس قول کے بعد وہ ان برکیٹ (روحانی خطوط) میں کہتا ہے ہر چند میں خدا کے نزدیک بے شریعت نہیں ہوں بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا۔ مگر یہ قول بھی اس کا مکاری سے خالی نہیں مسیح کی شریعت اسکے نزدیک وہ ہوگی جو شریعت توریت کے مخالف ہو جس پر آج تمام عیسائیوں کا شریعت توریت کے برخلاف عمل ہے۔

© rasailojaraid.com